Ameer Safdar

323
Batch

LMS
26855

NOA Islamabad main campus

اسلام سے کیا مراد ہے؟ اسلام کی نمایاں خصوصیات بیان کریں۔

لفظ اسلام سے مراد امن اور سلامتی ہے۔ اسلام کا مطلب صرف ایک خدا کے احکامات کو ماننا ہے اور اس کی مخلوقات کے ساتھ امن و آشتی سے پیش آنا ہے۔ عمودی سطح پر اسلام کا مطلب احکامات الٰہی کے سامنے سر تسلیم کرنا ہے اور افقی سطح پر اس کا امن قائم کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سچی محبت اور اطاعت اس کی مخلوقات کے درمیان امن اور ہم آہنگی کی ضمانت ہے۔ اس کا حقیقی مفہوم اس کی مخلوقات کے ساتھ ایثار، ہمدردی اور شفقت سے پیش آنا ہے۔ اللہ کے ننانوے نام میں سے ایک اسماء الحسنیٰ "السلام" بھی ہے۔ جس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اس کی ذات ہر قسم کے امن و سلامتی کا ذریعہ منبع ہے۔ امن کو کائنات کے ہر گوشے خاص طور پر انسانی معاشرے میں پھیلانے کی ضرورت ہے۔

حدیث میں ہے آپ ﷺ یہ دعا فرماتے تھے
"اے اللہ آپ ہمیشہ سلامت رہنے والے ہیں اور آپ ہی سے ہر ایک کو سلامتی ملتی ہے اور اے ذوالجلال والاکرام آپ بہت برکت والے ہیں"
قرآن مجید اسلام کو امن کی اساس قرار دیتا ہے۔
مسلمان اللہ تعالیٰ کی مطلق وحدانیت، اس کے انبیاء، ملائکہ، آسمانی کتب اور روز قیامت پر یقین رکھتے ہیں؛ وہ اس بات پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ اسلام نے عبادات کے احکامات اور انسانی طرز زندگی کے جو اصول و ضوابط قائم کیے ہیں اطمینان قلب اور سماجی امن کے لیے ان کا اتباع لازمی ہے۔

اسلام کے لغوی معنی:

لفظ اسلام عربی زبان کے لفظ "سلم" سے اخذ کیا گیا ہے جس کے معنی سر تسلیم خم کرنا، اطاعت کرنا، برداشت کرنا اور اپنی مرضی کو قربان کرنے کے ہیں۔ لہٰذا اسلام کا مطلب "اپنا مقصد اللہ کے سپرد کرنا اور خود کو اس کی مرضی کے تابع کرنا ہے۔ اسلم کا مطلب "اس نے خود کو اللہ کی مرضی کے تابع کر دیا، اس نے اسلام قبول کر لیا"
دوسرے اہم پوشیدہ معانی" ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگی کے ساتھ رہنا یا "امن قائم کرنا" کے بھی ہے۔ "سلامہ" کا مطلب امن و سلامتی ہے لہٰذا امن کا مطلب "مذہب امن" بھی ہے

Scanned with CamScanner

اسلام کے ستون:

ایک حدیث کے مطابق اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر ہے

(۱) نماز قائم کرنا (۲) زکوۃ دینا (۳) ماہ رمضان کے روزے رکھنا

(۴) حج ادا کرنا (۵) یہ گواہی دینا کہ اللہ ایک ہے اور ﷺ اس کے رسول ہیں

اسلام کی امتیازی خصوصیات:

اسلامی نظریہ حیات کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ایک ایسا نظام حیات پیش کرتا ہے جو محض عقل انسانی کی کوششوں کا نتیجہ نہیں بلکہ ربانی ہدایت پر مشتمل ہے۔ اسلام کسی انسان کے ذہن کی تخلیق نہیں بلکہ اسی خالق کی طرف سے آیا ہوا نظام حیات ہے جس نے زمین و آسمان اور خود انسان کو پیدا کیا ہے اور جو ماضی، حال اور مستقبل سے بخوبی واقف ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

"اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان کیا ہے ان میں انہی میں سے پیغمبر مبعوث کیا جو انہیں آیات پڑھ کر سناتا ہے۔ ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔"

مکمل ضابطہ حیات:

اسلام کی سب سے نمایاں اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ زندگی کا نہایت منظم ضابطہ ہے۔ حیات انسانی کا کوئی گوشہ خواہ وہ انفرادی ہو یا اجتماعی، قومی ہو یا بین الاقوامی، معاشی ہو یا سیاسی، معاشرتی ہو یا قانونی، اسلام کے قانون سے محروم نہیں رہا۔ اکثر یہ غلط خیال کیا جاتا ہے کہ یہ غلط فہمی پھیلائی جاتی ہے کہ مذہب انسان کا شخصی اور انفرادی معاملہ ہے۔ دوسرے مذاہب میں یہ بات صحیح ہو سکتی ہے مگر اسلام ان معنوں میں مذہب نہیں قرآن میں اس کے لیے 'دین' کی اصطلاح میں استعمال کی گئی ہے جس کے معنی ہیں مکمل ضابطہ حیات اور اس اعتبار سے اسلام کو صرف نماز اور روزوں تک محدود کرنا صحیح نہیں۔ اس بات کو اچھی طرح نہ سمجھنے کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ بہت سے اچھے بھلے لوگ جو نماز روزوں کے پابند ہیں لیکن دوسرے شعبوں میں اسلام کے نفاذ کو اہمیت نہیں دیتے۔ جبکہ قرآن پاک میں ہے:

"اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے"

Scanned with CamScanner

ایمان اور نفس کی اصلاح :

اسلامی نظریہ حیات کی تیسری خصوصیت ایمان ہے ایمان خدا پر، اس کے رسولوں پر اور آخرت پر۔ یہی ایمان اس کی فکری اور فلسفی بنیاد ہے۔ درحقیقت انسان اپنے شعور کی ہی بنا پر جمادات و نباتات اور حیوانات سے ممیز ہے۔ درختوں کے نشوونما اور ارتقا کا ایک راستہ متعین ہے اور وہ اس سے ہٹ نہیں سکتے۔ دریاؤں کے بہنے کا ایک قانون متعین ہے اور وہ اس کو تبدیل نہیں کر سکتے۔

اسلامی نظریہ حیات انسان کے اس شعور اور آزادی کے اعتراف پر مبنی ہے۔ اس لیے اس کا آغاز ایمان ہے۔ ایمان سے مراد فکر و نظر اور دل و دماغ کی تبدیلی ہے تاکہ انسان کا زاویہ نگاہ اور سوچنے کا انداز بدل جائے اور وہ اپنی پوری زندگی کو خدا کی اطاعت کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے سرگرم ہو جائے۔

دین و دنیا کی وحدت :

اسلامی نظریہ حیات کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ اس نے دین و دنیا کی اس مصنوعی علیحدگی کو ختم کر دیا جو مختلف مذاہب میں رائج ہے۔ اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے انسان دنیوی علائق سے کنارہ کشی اختیار کرے۔ اکثر مذاہب میں ترک دنیا کی تعلیم ملتی ہے لیکن اسلام میں ترک دنیا کی بڑی شدت سے مخالفت کی گئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

"اسلام میں ترک دنیا کا کوئی مقام نہیں"

یہ نہ صرف اسلام میں ترک دنیا کی مخالفت ہے بلکہ ان اعمال کو جنہیں عام طور پر دنیاوی اور مادی سمجھا جاتا ہے مثلاً کسب رزق اور فکر عیال اسلام نے باعث اجر و ثواب بتایا ہے

"اور دنیا سے اپنا حصہ لینا نہ بھولو" (القرآن)

"اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں بھی نیکی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا" (القرآن)

انفرادیت و اجتماعیت :

اسلام کی ایک اور اہم امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اجتماعیت اور انفرادیت کے درمیان بڑا توازن قائم رکھتا ہے۔ وہ ہر انسان کو فرداً فرداً ذمہ دار ٹھہرا کر خدا کے سامنے مسئول بناتا ہے

ان کے بنیادی حقوق کی ضمانت دیتا ہے۔ ان کی شخصیت کے نشوونما کے مواقع فراہم کرتا ہے اور اس خیال کی شدت سے مخالفت کرتا ہے کہ افراد کی شخصیت، اجتماعیت یا ریاست میں گم ہو جانی چاہئے۔

"اور پھر جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہے وہ اس کو دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی وہ اس کو بھی دیکھے گا" (القرآن)

"اس کے لیے (فائدہ مند) وہ ہے جو اس نے کمایا ہے اور وہ (اسی کا) بوجھ برداشت کرے گا جس کا خود اکتساب ہو گا"۔ (القرآن)

حدیث میں ہے:

"وہ مسلمان نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے لیکن اس کا پڑوسی بھوکا رہے"

مکمل توازن:

حضورؐ نے ارشاد فرمایا: "میں تو سوتا بھی ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، عائلی زندگی بھی گزارتا ہوں۔ اس اللہ سے ڈرو تمہارے نفس کا تم پر حق ہے، تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے، تمہارے اہل و عیال کا تم پر حق ہے، تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے۔ ہر حق دار کو اس کے حق ادا کرو، میری ہدایت یہ ہے کہ) ادا کرو روزہ بھی رکھو، افطار بھی کرو، نماز بھی پڑھو اور سویا بھی کرو"

سادہ اور عقلی مذہب:

اسلام میں پیچیدگیوں کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ اس کی تعلیمات سادہ اور قابل عمل ہیں۔ توحید، رسالت اور آخرت اسلام کے بنیادی عقائد ہیں۔ اسلام میں پیشہ ور پادریوں کا گروہ نہیں ہے۔ اس کی رسوم و عبادات اس قدر سادہ اور قابل فہم ہیں کہ انہیں ہر شخص سر انجام دے سکتا ہے۔ خدا اور اس کے بندے کے درمیان کسی واسطے کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص خدا کی کتاب سے براہ راست استفادہ کر کے یہ جان سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے کن باتوں کا مطالبہ کیا ہے۔

"بے شک سب جانوروں میں سے بدتر اللہ کے نزدیک وہی بہرے گونگے ہیں جو نہیں سمجھتے" (القرآن)

حاصل کلام

Scanned with CamScanner

ولادت باسعادت

12 ربیع الاول عام الفیل بمطابق 22 اپریل 571 یوم دوشنبہ صبح کے وقت

576ء حضرت آمنہ رض اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کا ارادہ فرمایا۔ 1 ماہ مدینہ میں

قیام۔ حضور ص اور خادم ایمن تھیں ہمراہ

بیمار ہوئے ابواء کے مقام پر

حضرت عبدالمطلب کا انتقال (497-579)

حضرت عبدالمطلب کا انتقال 579 ہوا جب آپ ص کی 8 برس

2 مہینے اور 10 دن تھی اور حضرت عبدالمطلب 82 سال کی عمر میں

وفات پا گئے۔

حضرت ابوطالب

حضرت ابوطالب (535-619) نبی ص کے حقیقی چچا تھے اور آپ سے بے

حد محبت رکھتے تھے۔ دادا نے اپنی وفات سے قبل آپ ص کا سرپرست ابوطالب

کو بنا دیا تھا۔ 583 میں تجارت کی غرض سے شام کے سفر کا ارادہ

ظاہر کیا

عالم شباب

لڑکپن میں ہی آپ ص کو اپنے چچا کے ساتھ کاروبار کرتے آپ ص کو

کافی تجربہ ہوا۔ آپ نے از خود تجارت کر دی اور اس غرض سے

یمن، شام اور دیگر ممالک

حرب فجار:

آپ ص کی عمر 15 برس تھی تو قبیلہ قیس اور کنانہ سے قریش کی جنگ چھڑ گئی۔

قریش کے سپہ سالار ابوسفیان (560-652ء) تھے۔ حرمت والے

مہینوں میں یہ جنگ ہوئی اس لیے اسے حرب فجار کہتے ہیں

یہ جنگ چار سال تک جاری رہی۔ اس جنگ میں حضور ص نے اس

طرح سے شرکت کی کہ آپ ص اپنے چچاؤں کو تیر تھماتے تھے۔

حضرت خدیجہ خویلد (555-619)

حضرت خدیجہ نے آپ ص کے ایمانداری سے متاثر ہو کر نکاح کا پیغام

بھیجا۔ آپ کی حضرت خدیجہ سے چار بیٹیاں (زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رض)

قاسم اور ابراہیم ہوئے تھے جو قبل از اسلام وفات پا گئے۔ سوائے حضرت

فاطمہ رض کے آپ ص کی تمام بیٹیاں خالق حقیقی سے جا ملی جبکہ حضرت فاطمہ کا انتقال

آپ کی وصال کے چھ ماہ بعد ہوا۔

Scanned with CamScanner

Consultation

Ameer Safdar 323 Batch 26855 LMS

NOA Islamabad main campus

حج اور اس کے اثرات

تعارف :-

حج دین اسلام کا اہم رکن اور جامع عبادت ہے۔ ہر عاقل، بالغ اور صاحب استطاعت مسلمان مرد و عورت پر زندگی میں حج کرنا ایک بار فرض ہے۔ لغوی اعتبار سے حج کا مطلب "قصد و ارادہ" کرنا ہے لیکن شرعی اصطلاح میں اس سے مراد "بیت اللہ کی زیارت کرنا اور مناسکِ حج کی ادائیگی" ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

ترجمہ: "لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ جو بیت اللہ پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی کرنے سے انکار کرے گا اسے معلوم ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔"

اس آیت مبارکہ میں حج کی فرضیت کے ساتھ فریضہ کی اہمیت کا بھی احساس ہوتا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص زادِ راہ اور سواری رکھتا ہو جس سے بیت اللہ پہنچ سکے اور پھر بھی حج نہ کرے چاہے وہ یہودی مرے یا عیسائی"

کعبہ کی اہمیت :-

کعبے کی تعمیر آج سے تقریباً ساڑھے چار ہزار سال پہلے حضرت ابراہیمؑ کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ اس کی تعمیر کا حکم اور جگہ کا تعین دونوں خدا کی طرف سے تھے۔ یہ دنیا میں پہلا گھر ہے جو خدا کی عبادت کے مرکز کی حیثیت سے بنایا گیا۔ اس گھر کی اہمیت سے متعلق قرآن مجید میں آیا ہے:

"اور جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لیے مرجع اور امن کی جگہ بنایا اور حکم دیا کہ ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لو"

جس وقت اس گھر کی تعمیر شروع ہوئی تھی اس وقت اس کے معماروں نے خدا کے حضور میں دعا کی تھی:

"خدایا ہمارے عمل کو قبول فرما، یقیناً تو سب کچھ سنتا اور جانتا ہے، خدایا ہمیں مسلم فرما، سردار بنا دے اور ہماری اولاد میں سے ایک ایسا

گروہ پیدا کر دے جو تیرا فرمانبردار ہو اور ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتلا اور ہم پر نظرِ کرم رکھ، بیشک تو رحم کرنے والا ہے۔"

قرآن و حدیث میں حج کی اہمیت:

حج کے ابتدائی مضمون میں سورہ آل عمران اور احادیث سے ہمیں کے حوالے سے پتا چلتا ہے کہ حج کی اہمیت کس قدر زیادہ ہے اور اگر کوئی شخص زادِ راہ اور سواری رکھنے کے باوجود حج نہیں کرتا تو وہ مسلمان ہو کر نہیں مرتا۔

"سب سے پہلا گھر جو آدمیوں کے لیے مقرر کیا گیا ہے وہی ہے جو مکہ میں ہے وہ برکت والا اور سارے جہان کے لیے ہدایت ہے"

حج مسلمانوں پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔ ایک سے زیادہ دفعہ حج کرنا بڑی سعادت ہے لیکن اس کے برعکس اگر کوئی شخص استطاعت رکھے اور حج بھی نہ کرے اس کے لیے بڑی وعید آئی ہے۔

ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص حج کرے اور اس موقع پر نہ کوئی فحش اور بے ہودہ حرکت کرے اور نہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ پیدائش کے دن تھا"

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے خاص مہمان ہوتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگیں قبول کرتا ہے اور اس سے مغفرت مانگیں تو بخش دیتا ہے۔

جن لوگوں کا حج اللہ تعالیٰ قبول کرتے ہیں ان کے لیے حدیث میں ہے:

"مقبول حج کا اجر جنت کے سوا کچھ نہیں"

ام المومنین حضرت عائشہ رض سے روایت ہے رسول ﷺ نے فرمایا

"سب سے افضل جہاد حج مبرور ہے"

خلیفہ دوم حضرت عمر رض استطاعت رکھنے کے باوجود حج پر نہ جانے والوں کے بارے فرماتے ہیں:-

"جو لوگ استطاعت رکھنے کے باوجود حج نہیں کرتے میرا جی چاہتا ہے میں ان پر جزیہ لگا دوں وہ مسلمان نہیں"

فرائضِ حج:

فرائضِ حج تین ہیں:

(i) احرام باندھنا (ii) وقوف عرفات (iii) طواف زیارت

Scanned with CamScanner

میقات:

مکہ مکرمہ کے باہر سے آنے والے تمام حجاج کرام کے لیے مندرجہ ذیل میقات نبی ﷺ نے مقرر فرمائی ہے:

(i) ذوالحلیفہ (ii) جحفہ (iii) قرن المنازل
(iv) ذات عرق (v) یلملم

حج کی اقسام:

(i) افراد (ii) قران (iii) تمتع

ممنوعاتِ احرام:

احرام کی حالت میں تمام حاجیوں کے لیے مندرجہ ذیل باتیں منع کی گئی ہیں:

(i) جماع اور متعلقات جماع یعنی نکاح کرنا (ii) کسی چپکنے والی چیز سے سر ڈھانپنا
(iii) سر منڈوانا یا بال کتروانا (iv) ناخن تراشنا (v) خوشبو لگانا اور خوشبو سونگھنا (vi) خشکی کے جانور کا شکار کرنا اور اسکی نشاندہی کرنا
(vii) مرد کے لیے قمیض یا کوئی دوسرا سلا ہوا کپڑا پہننا
(viii) عورت کا چہرے اور ہاتھوں پر نقاب یا سلا ہوا کپڑا اوڑھنا
(ix) مرد جوتے نہیں پہن سکتا ہے اگر جوتے نہ ملیں تو موزے استعمال کر سکتا ہے

عمرہ اور اس کے احکام:

عربی میں کسی آباد علاقے کا دورہ کرنا عمرہ کہلاتا ہے۔
شریعت میں عمرہ سے مراد میقات سے احرام باندھ کر طواف کعبہ کرنا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا ہے۔
حدیث میں (حج کو) عمرہ کو حج اصغر بھی کہا گیا ہے۔
حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول ﷺ نے فرمایا:
"عمرہ ان تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ کے درمیان کیے گئے ہیں"
عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول ﷺ نے فرمایا:
"حج اور عمرہ بار بار کرو کیونکہ یہ غربت اور خطاؤں کو مٹاتے ہیں جیسا کہ بھٹی سونے اور چاندی سے غیر خالص مادے کو نکال دیتی ہے"

فرائض عمرہ:

(i) احرام باندھنا (ii) طواف ادا کرنا

واجبات عمرہ:

(i) صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا (ii) حلق (سر منڈوانا)

Scanned with CamScanner

Constitution: ... a country

حج کے روحانی، اخلاقی اور سماجی اثرات :-

روحانی اثرات :-

(i) **گناہوں کی مغفرت :-**

حج مبرور یعنی مقبول حج کے نتیجے میں حاجی کے پچھلے گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:
"حج اور عمرہ گناہوں کو اس طرح مٹاتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو"

(ii) **روحانی بالیدگی اور تقرب الٰہی :-**

گھر سے روانہ ہونے کے وقت سے گھر واپسی تک حاجی (الحاج) تمام تر وقت زیادت و ریاضت میں گزارتا ہے۔ وہ دنیا سے الگ ہو کر صرف یادِ الٰہی میں مصروف ہوتا ہے۔ اس کا دھیان صرف اللہ کی طرف لگا رہتا ہے۔ اس سے اس کی روح کی بالیدگی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

اخلاقی اثرات :

(i) **ضبطِ نفس :**

دوران حج مناسک کی مخصوص ایام و اوقات میں ادائیگی ایک مسلمان کے اندر نظم و ضبط اور پابندیٔ وقت کی خصوصیات پیدا کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ مسلمان ان ایام کے دوران نفسانی، دنیاوی ضروریات کو ترک کرتا ہے

(ii) **سادگی کی تربیت :**

حج و عمرہ میں سادگی کی تربیت ملتی ہے۔ ایک تو اپنے گھر سے دور آدمی ناز و نعمت کی زندگی نہیں گزار سکتا خواہ وہ کتنا ہی مالدار کیوں نہ ہو۔ آسمان کے نیچے فرشِ زمین پر بھی سو نا پڑ سکتا ہے دوسرے حالتِ احرام میں بھی سادگی پیدا ہوتی ہے۔ ان سلی ہوئی دو چادروں سے جسم ڈھانپتا ہے۔ سر ننگا ہوتا ہے آرائش و خوشبو وغیرہ کا استعمال حرام ہے۔

سماجی اثرات :

مساوات :-

اسلام مساوات کا علمبردار ہے اور حج کے موقع پر مساوات کا شاندار مظاہرہ ہوتا ہے۔ سب حاجی خواہ غریب ہوں یا امیر ایک ہی جیسا لباس پہن کر مناسک حج ادا کرتے ہیں۔ جس سے مساوات کا سبق ملتا ہے

اطاعت امیر :

مسلمانانِ دنیا ایک ہی امیر کی اطاعت میں مناسک حج ادا کرتے ہیں ان کے دلوں میں اللہ کی اطاعت کا جذبہ ہوتا ہے۔ یعنی حج کی بدولت امتِ مسلمہ کی اخلاقی، سماجی اور روحانی تربیت عمل میں آتی ہے

Scanned with CamScanner